

قیامت

<?xml encoding="UTF-8">

جو شخص موضوع قیامت پر گفتگو کرنا چاہے، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے مرحلے میں "قیامت" کو غیر تفصیلی طور سے ثابت کرے تاکہ اس کی ضرورت اور اس کے یقینی ہونے پر عقیدہ رکھے، نیز اس ضرورت اور یقینی ہونے کے اسباب کو تلاش کرے اور اس کی ضرورت پر دینی دلائل قائم کرے۔ اور جب اس ضرورت (معاد) کو انسان دلیل و برہان سے ثابت کر لیتا ہے تو ایک دوسری بحث کا آغاز ہوتا ہے: کہ اس معاد کی جزئیات کیا کیا ہیں، کیونکہ ضرورت معاد وہ بنیادی مسئلہ ہے کہ جس کے بغیر جزئیات معاد کے بارے میں بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ انسان کسی ٹھوس نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا مگر یہ کہ تدریجی طور پر اس طرح کہ بعد والا مرحلہ پہلے والے مرحلے سے مرتب ہو اور ان کے درمیان ایک مستحکم رابطہ ہو جس کے ذریعہ حقائق سے پردہ اٹھ جائے اور حقیقت واضح ہو جائے :

۱۔ کیا خداوند عالم امر و نہی کرتا ہے؟

ہمارے لحاظ سے ہر عقل مند انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خداوند عالم نے امر و نہی کیا ہے، کیونکہ انہیں اوامر نواہی کے عظیم مجموعہ کو شریعت اسلام کہا جاتا ہے، اور اگر ہم قرآن مجید پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو اس بات کی دلیل آسانی سے مل سکتی ہے: جیسا کہ ارشاد خداوند عالم ہوتا ہے:

[10]

”پا بندی سے نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو“

[11]

”روزہ رکھنا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا۔“

[12]

”اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں“

[13]

”اور جان لو کہ جو کچھ تم (مال لڑکر) لوٹو ان میں کا پانچواں حصہ مخصوص خدا“

[14]

”جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو“

[15]

”حالانکہ خرید و فروخت کو خدا نے حلال اور سود کو حرام قرار دیا“

[16]

”اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور قرابت داروں کو (کچھ) دینے کا حکم کرتا ہے اور بدکاری اور ناشایستہ حرکتوں اور سرکشی کرنے سے منع کرتا ہے“

[17]

”نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے“

[18]

”ایک دوسرے کے مال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو“

[19]

”بہتان تو بس وہی لوگ باندھا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔“

[20]

”بہت سے گمان (بد) سے بچے رہو“

[21]

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی خرابی ہے“

ان کے علاوہ اور دیگر آیات کریمہ ہیں جن میں خدا وندا عالم کی طرف سے امر و نہی بیان ہوئے ہیں۔ لہذا اس وقت ہم یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ خدا وند عالم نے امر و نہی کیا ہے ۔

۲۔ کیا یہ اوامر و نواہی الزامی ہوتے ہیں یا ارشادی؟

یہ مسئلہ علم اصول فقہ میں تفصیلی طور پر ثابت ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز وجوب پر دلالت کرے اور وجوب میں ظاہر بھی ہو اگر مستحب پر دلالت کرنے والے قرینہ سے خالی ہو، اس کو امر کہا جاتا ہے، اور حکم عقل کے ذریعہ اس کا وجوب ہوتا ہے کیونکہ عبد پر مولا کے حکم کی اطاعت کرنا ضروری ہے اور مولا جس کام کا ارادہ کر لے اس کو انجام دینے کے لئے حرکت کرنا ضروری ہے تاکہ عبودیت و مالکیت کا حق ادا ہو سکے۔

جس طرح مسئلہ نہی کا خلاصہ تھا:

نہی بھی الزام پر دلالت کر نے میں امر کی طرح ہوتی ہے اور حرمت میں ظاہر ہوتی ہے اور جب صیغہ نہی کسی ایسے شخص سے صادر ہو جس کی اطاعت واجب ہے تو اس مولیٰ کی وجوب اطاعت، و حرمت نا فرمانی عقلی طور پر ثابت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ جس کام سے مولیٰ منع فرمائے اس کو انجام دینا جائز نہیں ہے، [22] اور کیونکہ مذکورہ مطلب صحیح نہ ہو، جبکہ خدا وند عالم ارشاد فرماتا ہے:

[23]

”جو تم کو رسول دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو“

[24]

”جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ (مبادا) ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا ان پر کوئی درد ناک عذاب نازل ہو“

پس ان تمام چیزوں سے ثابت یہ ہوا کہ خدا وند عالم کے اوامر و نواہی مکمل طور پر الزامی (ضروری) ہوتے ہیں

اور اس میں کسی کو کوئی اختیار و رخصت نہیں ہے۔

۳۔ اگر کوئی ان اوامر و نواہی کی مخالفت کرے تو؟

جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ خداوند عالم نے امر و نہی کیا ہے اور ان اوامر و نواہی پر عمل کرنا ضروری ہے نیز ان کی مخالفت جائز نہیں ہے تو کیا اگر کوئی انسان خدا کے امر و نہی کی مخالفت کرے تو کیا اس پر عقوبت و عذاب (مادی معنی میں) ہونا چاہئے یا نہیں؟ یا ان کی مخالفت پر معنوی آثار مرتب ہوں گے؟ اس سوال کے جواب میں ہمارے لئے کافی ہے کہ ہم چند قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تاکہ خداوند عالم کی مخالفت کا نتیجہ معلوم ہو سکے۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

[25]

”اور ان میں سے جس نے ہمارے حکم سے انحراف کیا اسے ہم (قیامت میں) جہنم کے عذاب کا مزا چکھائیں گے“

[26]

”(اے رسول) تم کہو کہ اگر میں نافرمانی کروں تو بیشک ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں“

[27]

”اور بہت سے بستیوں (والے) نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا بڑی سختی سے حساب لیا اور انہیں بڑے عذاب کی سزا دی“

[28]

”آخر تمہیں دوزخ میں کون سی چیز (گھسیٹ) لائی وہ لوگ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے“

[29]

”جن لوگوں نے ظلم کیا ان پر درد ناک عذاب سے افسوس ہے“

پس مذکورہ آیات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خداوند عالم کے اوامر و نواہی جس کو شریعت اسلام کہا جاتا ہے؛ کی مخالفت پر (ابدی) عذاب ہوتا ہے۔

۴۔ کیا خداوند عالم کے وعد و وعید حقیقی ہیں یا صرف لوگوں کو اطاعت پر تحریک کرنے کے لئے؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم کا قرآن مجید میں بار بار اس بات کا ذکر کرنا کہ انسان کو مرنے کے بعد قیامت میں اٹھا یا جائے گا اور اچھے اعمال کرنے والوں کو بہشت میں اور برے اعمال کرنے والوں کو جہنم میں بھیجا جائے گا، یہ وعد و وعید صرف لوگوں کی ترغیب اور تحریک کے لئے ہیں۔ تاکہ لوگ خدا کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی نہ کریں جب کہ درحقیقت ان میں کوئی انعام یا عذاب نہیں ہے گویا اس قول کا کہنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مادی جسم چونکہ موت کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور اس کا دوبارہ اپنی حالت پر پلٹنا

محال ہے کیونکہ جو چیز ختم ہو جاتی ہے دوبارہ واپس نہیں پلٹ سکتی۔ لہذا مادی معنی کے لحاظ سے انعام و جزا اور عذاب کا تصور ہی نہیں پایا جاتا۔ گویا یہ وعدہ وعید صرف ایک (دھمکی) ہوتی ہے جس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں (اور خدا وند عالم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں واضح طور پر نازل کیا ہے) اور ہم عربی زبان کو جانتے ہیں اور اس کے مورد استعمال نیز اس کے الفاظ کی دلالت سے بھی باخبر ہیں۔ چنانچہ ہم کوئی ایسا جواز نہیں پاتے جس سے الفاظ کو اس کے ظاہر کے خلاف حمل کریں حالانکہ خلاف ظاہر پر دلالت کرنے والے قرینہ سے خالی ہو۔ اور جب قرآن مجید میں استعمال شدہ الفاظ کے ذریعہ کسی کو مخاطب کیا گیا ہو اور اس میں کوئی ایسا قرینہ بھی نہ ہو جس سے اس کی تاویل کی جاسکے تو پھر اس کو اس کے حقیقی معنی میں ہی استعمال کیا جائے گا، اور ہمیں ذرہ برابر بھی اس کو مجاز، مبالغہ اور جھوٹے وعدوں پر حمل کرنے کا حق نہیں ہے۔ قارئین کرام! ہم آپ کے سامنے ایسی آیات قرآنی کو بیان کریں گے جن میں حشر و نشر اور قیامت پر واضح طور پر تائید کی گئی ہے اور ایسی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں کسی قسم کی تاویل اور تفسیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور جن میں ذرہ برابر بھی ہیرا پھیری نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

[30]

”جس طرح ہم نے (مخلوقات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح) دوبارہ (پیدا) کر چھوڑیں گے (یہ وہ) وعدہ (ہے) جس کا کرنا (ہم پر) لازم ہے اور ہم اسے ضرور کر کے رہیں گے“

[31]

”اس نے ان (کے موت) کی ایک ميعاد مقرر کر دی ہے جس میں ذرا بھی شک نہیں“

[32]

”اور ہم ان سبھو کو اکٹھا کریں گے تو ان میں سے ایک کو نہ چھوڑیں گے“

> وَوَضِعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفَقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا إِخْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا< [33]

”اور (لوگوں کے اعمال کی) کتاب (سامنے رکھی جائے گی) تو تم گناہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہے (دیکھ دیکھ کر) سہمے ہوئے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ہائے ہماری شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹے ہی گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی ہے نہ بڑے گناہ کو اور جو کچھ ان لوگوں نے (دنیا میں) کیا تھا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور تیرا پرور دگار کسی پر (ذرہ برابر) ظلم نہیں کرے گا“

[34]

”پھر اس کے بعد یقیناً تم سب لوگوں کو (ایک نہ ایک دن) مرنا ہے اس کے بعد قیامت کے دن تم سب کے سب قبروں سے اٹھائے جاؤ گے“

[35]

”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو (یونہی) بیکار پیدا کیا اور یہ کہ تم ہمارے حضور لوٹا کر نہیں لائے جاؤ گے“

[36]

”اے ہمارے پروردگار بیشک تو ایک نہ ایک دن جس کے آنے میں شبہ نہیں لوگوں کو اکٹھا کرے گا(تو ہم پر نظر عنایت رہے)بیشک خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا“

[37]

”(پھر ہم پوچھیں گے) کہ کیونے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے جو تم سے ہماری آیتیں بیان کریں اور تمہیں تمہارے اس روز (قیامت) کے پیش آنے سے ڈرائیں، وہ سب عرض کریں گے(بیشک آئے تھے)ہم خود اپنے اوپر آپ اپنے (خلاف) گواہی دیتے ہیں (واقعی)ان کو دنیا کی(چند روزہ)زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا“

[38]

”بیشک فیصلہ کا دن مقرر ہے“

[39]

”وہ دن برحق ہے تو جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی بارگاہ (اپنا) ٹھکانا بنائے“

[40]

”اور جس شخص نے جیسا کیا ہو اسے اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ اس سے خوب واقف ہے“

[41]

”اور کفار کہنے لگے کہ ہم پر تو قیامت آئے گی ہی نہیں (اے رسول)تم کہہ دو ہاں(ہاں)مجھ کو اپنے اس عالم الغیب پروردگار کی قسم ہے جس سے ذرہ برابر(کوئی چیز)نہ آسمان میں چھپی ہوئی ہے اور نہ زمین میں کہ قیامت ضرور آئے گی اور ذرہ سے چھوٹی چیز اور ذرہ سے بڑی (غرض جتنی چیزیں ہیں سب)واضح و روشن کتاب(لوح محفوظ)میں محفوظ ہیں تاکہ جن لوگوں نے اچھے کام کئے ان کو خدا جزاء خیر دے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے (گناہوں کی)مغفرت اور (بہت ہی)عزت کی روزی ہے“

[42]

”اور یہ کفار خدا کی جتنی قسمیں ان کے امکان میں تھیں کہا (کر کہتے)ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے پھر اس کو خدا دوبارہ زندہ نہیں کرے گا (اے رسول کہدو کہ)ہاں ضرور ایسا کرے گا(اس پر اپنے وعدہ کی وفا لازم و ضروری ہے مگر بہتیرے آدمی نہیں جانتے ہیں(دوبارہ زندہ کرنا اس لئے ضروری ہے)کہ جن باتوں پر یہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں انہیں ان کے سامنے صاف و واضح کر دے گا اور تاکہ کفار یہ سمجھ لیں کہ یہ لوگ (دنیا میں)جھوٹے تھے“

[43]

”اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیا ہے پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیا چیز ہے، اس دن کوئی شخص کسی کی بھلائی نہ کر سکے گا اور اس دن حکم صرف خدا ہی کا ہوگا“

پس نتیجہ بحث یہ ہوا :

۱۔خداوندعالم امر و نہی کرتا ہے۔

۲۔ اس کے امر و نہی الزامی ہوتے ہیں ۔

۳۔ان اوامر و نواہی کی مخالفت موجب عقوبت ہوتی ہے۔

۴۔اسی عقوبت کے حقیقی (مادی)معنی ہیں اور صرف ڈرانے کے لئے نہیں ہیں ۔

لہذا ہم کہتے ہیں کہ ان تمام مطالب کے پیش نظر قیامت کا ہونا ضروری ہے اور ایک مسلمان پر قیامت کا ایمان رکھنا اس کو ضروری اور قطعی ماننا ضروری ہے۔

اور اسی بات پر مذکورہ تمام آیات دلالت کرتی ہیں، کیونکہ انہیں آیات میں وضاحت کی گئی ہے کہ قیامت وہ چیز ہے ”جس میں کوئی شک نہیں“ اور یہی (یوم الحق) ہے جس میں ایک ساعت بھی کم و زیادتی نہیں ہو سکتی، اور اس قیامت کا مقصد حساب و کتاب ہے کیونکہ ہر انسان کو اس کے اعمال کی بنا پر جزا یا سزا دی جائے گی۔

انہیں آیات میں وضاحت کی گئی ہے کہ:

> لَا يُعَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا < [44]

”نہ چھوٹے گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی ہے نہ بڑے گناہ کو“

انہی آیات میں موجود ہے:

[45]

”ہر شخص جو کچھ اس نے (دنیا میں) نیکی کی ہے اور جو کچھ برائی کی ہے اس کو موجود پائے گا“

اور انہیں آیات کی بنا پر مجرمین ”مشفقین مما فیہ“ دکھائی دیتے ہیں۔

پس خداوند عالم کا وعدہ قیامت ”حق“ ہے اور خدا سے زیادہ کون صادق الوعد ہو سکتا ہے، اور جولوگ گمان کرتے ہیں:

(وہ مبعوث نہیں کئے جائیں گے) اور کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی وہ کافر اور جھوٹے ہیں۔

[46]

”اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو لوگ روز جزا کو جھٹلاتے ہیں حالانکہ اس کو حد سے نکل جانے والے گنہگار کے سوا کوئی جھٹلاتا۔“

اور جب گفتگو اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے تو ضروری ہے (تاکہ بحث کے تمام پہلوؤں پر گفتگو ہو جائے) کہ ہم غور و فکر اور یقین کے ساتھ یہ بات طے کر یں قیامت کے دن کیا چیز پلٹائی جائے گی؟

کیا وہ فقط ”روح“ ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ روح کا جسم میں پلٹنا محال ہے؟

یا فقط ”جسم“ ہے جیسا کہ جناب جبائی اور ان کے پیرو کار افراد کا نظریہ ہے کیونکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ روح ہی جسم ہے؟

یا جسم کے ساتھ روح بھی جیسا کہ اکثر علماء اسلام کا عقیدہ ہے۔

اس موضوع سے متعلق آیات قرآنی کے سیاق سے ذہن میاس بات کا تبادر ہوتا ہے کہ قیامت میں ایسے زندہ جسم کے ساتھ اٹھا یا جائے گا جو لذتِ نعمت اور دردِ غذا ب درک کر سکے، یعنی ”جسم کے ساتھ روح“ جس میں تمام عضو و تمام صفات و خصوصیات موجود ہوں گے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیات اپنی تمام وضاحت کے ساتھ اپنے مقصود و معنی کو بیان کرتی ہیں اور کسی بھی طرح کی تاویل و قید سے منزہ ہے، اور دلالت کے اعتبار سے بھی اتنی واضح ہیں کہ ان میں کسی طرح کی ہیرا پھیری نہیں کی جا سکتی۔

ارشاد خداوندی ہے:

[47]

”اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف ہکائے جائیں گے تو یہ لوگ ترتیب وار کھڑے کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب سب کے سب جہنم کے پاس جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے (گوشت پوست) ان کے

خلاف ان کے مقابلہ میں ان کی کارستانیوں کی گواہی دیں گے اور یہ لوگ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟! تو وہ جواب دیں گے کہ جس خدا نے ہرچیز کو گویا کیا، اس نے ہم کو بھی (اپنے قدرت سے) گویا کیا، اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور (آخر) اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور (تمہاری تو یہ حالت تھی کہ) تم لوگ اس خیال سے (اپنے گناہوں کی) پردا داری بھی تو نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے اعضاء تمہارے بر خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم اس خیال میں (پھولے ہو) تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے کاموں کی خبر ہی نہیں“

[48]

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور جو (جو) کارستانیایں یہ لوگ (دنیا میں) کر رہے تھے خود ان کے ہاتھ ہمیں بتا دیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے“

[49]

”(یاد رہے) کہ جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا انہیں ضرور عنقریب جہنم کی آگ میں جھونک دیں گے (اور جب ان کی کھالیں (جل) جائیں گی تو ہم ان کے لئے دوسری کھالیں بدل کر پیدا کر دیں گے تاکہ وہ اچھی طرح عذاب کا مزہ چکھیں“

[50]

”کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو بو سیدہ ہونے کے بعد (جمع نہ کریں گے ہاں ضرور کریں گے) ہم اس پر قادر ہیں کہ ہم اس کی پور پور درست کریں۔“

قارئین کرام ! مذکورہ آیات کا غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرنا اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ قیامت میں انسان کو ”جسم و روح“ کے ساتھ اٹھایا جائے گا کیونکہ آنکھیں، کان، کھال، منہ، ہاتھ، پیر، ہڈی اور درد عذاب کا احساس سب کچھ دنیاوی طرح سے ہوگا، اور ان تمام چیزوں کے پیش نظر شک و تاویلات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

قارئین کرام ! ہم مذکورہ آیات میں سے صرف آخری دو آیات کے بارے میں کچھ علمی مطالب بیان کرنا چاہتے ہیں اور یہ وہ حقائق ہیں جن کو خداوند عالم نے اس وقت بیان کیا جب یہ علمی کشفیات نہیں تھے، اور ہم ان مطالب کو قرآن کے معجزہ ہونے پر دلیل بھی کہہ سکتے ہیں۔

چنانچہ پہلی آیت میں کفار کو نار جہنم میں جلانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

[51]

”جس وقت جہنم کی آگ انسان کی کھال کو جلائے گی تو ہم اس کھال کو دوبارہ بنادیں گے تاکہ ہمیشہ درد و تکلیف میں مبتلا رہے اور عذاب الیم کا مزہ لیتا رہے۔“

پس یہ ان کی کھال کا تبدیل کرنا کس لئے ؟

اس کی وجہ کو آج کا علم طب بیان کرتا ہے کہ انسان کی کھال میں درد و الم کا شدید احساس پایا جاتا ہے لیکن گوشت اور اندرون اعضاء میں کم احساس ہوتا ہے اسی وجہ سے ایک طبیب کا یہ ماننا ہے کہ اگر انسان کا جسم معمولی طور پر اس طرح جلے کہ فقط کھال تک اس کا اثر جائے تو اس کو بہت شدید درد ہوتا ہے اس کے برخلاف اس کے جس کے بدن کا اندرونی حصہ بھی جل جائے اگرچہ اس میں خطرہ زیادہ ہے لیکن درد و تکلیف کا احساس زیادہ نہیں ہوتا۔

قارئین کرام ! آپ نے خداوند عالم کی حکمت کو ملاحظہ فرمایا، جب کہ آج کا انسان ترقی کر کے اس نتیجہ پر

پہونچا ہے ”خداوند عالم عزیز و حکیم ہے“ [52]

دوسری آیت :

جس میں قیامت کے منکرین کے اعتقاد کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد قیامت کے بارے میں تاکید و اصرار کیا ہے:

[53]

انگلیوں کے سرے (پورے) کیا خاصیت رکھتے ہیں؟

آج کا سائنس کہتا ہے : ”انگلیوں کے سرے گویا ایک عجیب شئی ہے جن میں لکیری ہوتی ہیں اور ان لکیروں کی شکل و صورت ایک دوسرے انسان سے مکمل طور پر مختلف ہوتی ہیں اگر چہ حسب و نسب میں یا خونی رشتہ میں ایک دوسرے کے قریب ہوں پس اس پورے عالم بشریت میں ایک جیسی انگلیوں کی لکیریں رکھنے والے نہیں پائے جاسکتے۔

سب سے پہلے جب ۱۸۸۴ء میں انسان کی انگلیوں کی لکیروں کے بارے میں تحقیق پیش کی گئی کیونکہ جس وقت بڑی بڑی دور بین بنائی گئی اور ان کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کیا گیا کہ ہر انسان کے لئے جدا جدا اور دقیق لکیریں ہیں جو انسان کی انگلیوں کی کھال میں خوبصورتی بھی عطا کرتی ہیں جس کو خداوند عالم نے اس کی انگلیوں میں مقرر دیا ہے۔ اور جو انسان کی شخصیت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

یہ تمام لکیریں ایسی بناوٹ اور شکل کی ہوتی ہیں کہ ان کے تمام دقیق اجزاء اور تمام مختلف شکل کاغذ پر آجاتی ہیں، مثلاً انگلیوں پر روشنائی لگا کر ایک کاغذ پر لگانے سے یہ ساری لکیریں واضح طور پر نمایاں ہو جاتی ہیں، اسی طریقہ سے انگلیوں کے یہ نشانات لوہے، شیشے یا چکنی لکڑی وغیرہ پر ظاہر ہو سکتے ہیں، ایک عالمی رپورٹ کے مطابق ۴۰۰ ملین "Million" لوگوں کی انگلیوں کے نشانات میں سے صرف ایک نشان معمولی طور پر ایک دوسرے سے مشابہ پایا گیا ہے، لیکن وہ بھی دو افراد میں مکمل طور پر ایک دوسرے سے جدا ہے، کیونکہ ان دونوں افراد میں جو شبہات پائی گئی ہے وہ مکمل طور پر ایک دوسرے پر منطبق نہیں ہوتی۔ آج کے زمانہ میں تو دنیا کی اعلیٰ درسگاہوں میں اس موضوع کے لئے خاص شعبہ جات کھل گئے ہیں، تاکہ انگلیوں کی لکیروں کے بارے میں مکمل طور پر تحقیق کر سکیں اور بعض معاملات اور بعض حوادث اور چوری وغیرہ میں اشخاص کی پہچان کر سکیں، کیونکہ کسی بھی چیز پر مثلاً اسلحہ کو پکڑنے یا دروازے یا تالے پر ہاتھ لگانے سے ہاتھوں کے نشانات ان پر منتقل ہو جاتے ہیں، اور پھر ان نشانات کو مشینوں کے ذریعہ کاغذ پر اتار لیا جاتا ہے اور ان کو بڑا کر کے مزید واضح کیا جاتا ہے تاکہ انہیں نشانیوں کے ذریعہ متہم اور ملزم کی شناخت ہو سکے۔

واقعاً یہ بات بھی عجیب ہے کہ ہاتھوں کی نشانیوں کا یہ عجیب سسٹم ہے کہ یہ ولادت کے وقت سے آخر وقت تک ثابت رہتی ہیں اور ان میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آتی، یہاں تک کہ انسان اپنی عمر کے مختلف حصوں سے گذرتا ہوا رشد و نمو کرتا ہے لیکن ان میں کوئی بھی تحریف کوئی بھی تبدیلی نہیں آتی، گویا یہ ایک بڑی دور بین کے مابین ہیں جو بچپن کی لکیروں کو دیکھ کر جوانی اور بڑھاپے کے عالم کی لکیروں کو اصل کے مطابق بناتی رہتی ہیں۔

در حقیقت یہ بات بھی تعجب آور ہے کہ جب انسان کے ہاتھوں کی لکیریں کسی حادثہ کی بنا پر ختم ہو جاتی ہیں یا جل جاتی ہیں تو نظام قدرت کے تحت یہ پھر دوبارہ اپنی اسی پرانی حالت کے مطابق نقشہ بناتی ہیں

جو بالکل پرانی شکل سے ملتی ہیں، یعنی ان میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس علم کے ماہرین نے ان خطوط اور لکیروں کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ فصيلة الخطوط المتقوسة، (قوس دار لکیریں)

۲۔ فصيلة الخطوط المرادية۔ (جالی ٹائپ کی)

۳۔ فصيلة الخطوط الدوامية۔ (گول او ردائرہ والی) جو ایک دوسرے پر چڑھی رہتی ہیں جو آہستہ آہستہ اندر کی طرف باہر کی طرف کو پھیلتی بھی ہیں اور یہ وسط میں موجود مرکز میں پائی جاتی ہیں۔

۴۔ فصائل المركبات، یہ گذشتہ تینوں قسموں سے مل کر بنتی ہے، اور صرف یہی قسم دوسرے لوگوں سے ملتی جلتی ہوتی ہے، لیکن ان کا پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔

المختصر آج کے دور میں جرائم کی دنیا میان لکیروں کے ذریعہ بہت سے جرائم کو کشف کر لیا جاتا ہے یہاں تک کہ ہزاروں انکشافات اس الہی راز سے ہوتے رہتے ہیں جس کو خداوند عالم نے انسان کی ہاتھ کی انگلیوں کے سرے میں قرار دیا ہے۔

واقعاً اسلام نے پہلے ہی روز جسم میں پو شیدہ اس عظیم راز کی طرف نشاندہی کر دی تھی اور قرآن مجید نے لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہر انسان کی انگلیوں کے سرے پر خاص لکیریں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے ذرہ برابر بھی نہیں ملتی۔ [54]

قیامت کا ممکن ہونا اور اس کی دلیل

ہم نے اس بحث کے مقدمہ میں عرض کیا تھا کہ ہم مسئلہ معاد پر مکمل طور پر عقیدہ رکھتے ہیں اور وہاں پر ہم نے یہ اشارہ بھی کیا کہ قیامت پر ایمان رکھنا خداوند عالم کے ایمان کانتیجہ ہے کیونکہ وہی تمام مخلوقات کا خالق ہے اور تمام موجودات کی اصل وجہ ہے اور وہی مسبب الاسباب ہے، بغیر اس کے کہ اس کے وجود کے لئے کوئی سبب ہو، یا اس کے وجود کے لئے کوئی مسبب ہو۔ اور جب ہم نے خداوند عالم کی ذات اقدس پر مکمل ایمان کر لیا اور یہ مان لیا کہ وہی تمام مخلوقات کی علت ہے، اور یہ کہ مادہ اس کی ایک مخلوقات میں سے ہے اگرچہ بعض نے مادہ کو ازلی اور ابدی تصور کیا ہے [55]

لہذا انسان حشر و نشر اور قیامت کے عقیدہ سے فرار نہیں کرسکتا، کیونکہ قیامت کا امکان پایا جاتا ہے اور اس کا واقع ہونا محال نہیں ہے۔

وہ عقل جو فاعل اول پر ایمان رکھتی ہے وہ ایسے راستے کھول دیتی ہے کہ اس فاعل کی ایسی قدرت پر ایمان رکھے جو اس فعل کو دوسری مرتبہ بلکہ ہزاروں مرتبہ انجام دے سکتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے جس کے لئے مزید وضاحت و استدلال کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس چیز کے لئے ہم ایک مثال پر اکتفاء کرتے ہیں کہ وہ شخص جو کوئی ایک چیز بنا سکتا ہے (مثلاً الیکٹرونک عقل یا کوئی گاڑی) تو وہ انسان اس چیز کو دوبارہ بنانے کی بھی قدرت رکھتا ہے، اور اس بات میں بھی کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، جب کہ ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ صانع اول خداوند عالم کی ذات ہے۔

اسی طرح ایک گاڑی بنانے والا انجینئر اگر اس گاڑی کے چھوٹے چھوٹے ہزاروں مختلف پرزوں کو الگ الگ بھی کردے، تو وہ پھر بھی اس بات پر قادر ہے کہ اس گاڑی کو ویسی ہی بنادے جس طرح وہ پہلے تھی، اور کوئی شخص

بھی اس سے کوئی دلیل طلب نہیں کرے گا کہ وہ ایسی قدرت کس طرح رکھتا ہے، کیونکہ جو شخص کسی چیز کو پہلی مرتبہ بنا سکتا ہے وہ اس کو دوبارہ کیا بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں بار بنا سکتا ہے۔

بالکل اسی طرح قیامت کے امکان پر بھی دلیل قائم ہو سکتی ہے چنانچہ اس سلسلے میں قرآن مجید نے واضح طور پر حشر و نشر اور قیامت کے عقیدہ کو بیان کیا ہے، لہذا ہم یہاں پر صاحبان ارباب کے لئے قرآن مجید کی وہ آیات بیان کرتے ہیں جن میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

> وَقَالُوا اِءِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرَفَاتًا اِءِذَا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا۔ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا۔ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ <[56]

”اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرنے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟! (اے رسول) تم کہہ دو کہ تم (مرنے کے بعد) چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بڑی (سخت) ہو اور اس کا زندہ ہونا دشوار بھی ہو، وہ بھی ضرور زندہ ہوگی، تو یہ لوگ عنقریب ہی تم سے پوچھیں گے بھلا ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا تم کہہ دو کہ وہی (خدا) جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا“

[57]

”اور (بعض) آدمی (ابی بن خلف) تعجب سے کہا کرتے ہیں کہ کیا جب میں مرجاؤں گا تو جلدی سے جیتا جاگتا (قبر سے) نکالا جاؤں گا کیا وہ (آدمی) اس کو نہیں یاد کرتا کہ اس کو اس سے پہلے جب وہ کچھ نہیں تھا پیدا کیا“

[58]

” (یہ) وہ دن (ہوگا) جب ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے جس طرح ہم نے (مخلوقات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح) دوبارہ (پیدا) کر چھوڑیں گے (یہ وہ) وعدہ (ہے جس کا کرنا) ہم پر لازم ہے اور ہم اسے ضرور کر کے رہیں گے“

[59]

”خدا ہی نے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا وہی دوبارہ (پیدا) کرے گا پھر تم سب لوگ اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے“

[60]

”اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرنے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑے کئے جائیں گے“

[61]

”کیا ان لوگوں نے اس پر بھی نہیں غور کیا کہ وہ خدا جس نے سارے آسمان اور زمین بنائے اس پر بھی (ضرور) قادر ہے کہ ان ایسے آدمی دوبارہ پیدا کرے“

[62]

”اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنا یا، پھر ہم نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا، ہم ہی نے لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم ہی نے اس کو (روح ڈال کر) ایک دوسری صورت میں پیدا کیا تو (سبحان اللہ) خدا با برکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر ہے پھر اس کے بعد یقیناً تم سب لوگوں کو (ایک نہ ایک دن) مرنا ہے اس کے بعد قیامت کے دن تم سب کے سب قبروں سے

اٹھائے جاوے گے“

[63]

”تم لوگوں کو (پہلی بار بھی) ہم ہی نے پیدا کیا ہے پھر تم لوگ (دوبارہ کی) کیوں نہیں تصدیق کرتے تو جس نطفہ کو تم (عورت کے) رحم میں ڈالتے ہو کیا تم نے دیکھ بھال لیا، کیا تم اس سے آدمی بناتے ہو؟ یا ہم بناتے ہیں ہم نے تم لوگوں میں موت کو مقرر کر دیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہارے ایسے اور لوگ بدل ڈالیں اور تم لوگوں کو اس (صورت) میں پیدا کریں جسے تم مطلق نہیں جانتے اور تم نے پہلی پیدائش تو سمجھ ہی لی ہے (کہ ہم نے کی) پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟“

[64]

”کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ (ابتداءً) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے پھر لوتھڑا ہوا پھر خدا نے اسے بنایا پھر اسے درست کیا پھر اس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت، کیا اس پر قادر نہیں کہ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دے“

[65]

”کیا ان لوگوں نے یہ نہیں غور کیا کہ جس خدا نے سارے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نہیں، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ہاں (ضرور) و یقیناً ہر چیز پر قادر ہے“

[66]

”کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی (منی) سے پیدا نہیں کیا؟! پھر ہم نے اس کو ایک معین وقت تک ایک محفوظ مقام (رحم) میں رکھا، پھر (اس کا) ایک اندازہ مقرر کیا، تو ہم اچھا اندازہ مقرر کرنے والے ہیں، اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے“

[67]

”کیا آدمی نے اس پر بھی غور نہیں کیا ہم ہی نے اس کو ایک ذلیل نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ یکا یک (ہمارا ہی) کھلم کھلا مقابل (بنا) ہے اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا ہے اور اپنی خلقت (کی حالت) بھول گیا (اور) کہنے لگا کہ بھلا جب یہ ہڈیاں (سرڈ گل کر) خاک ہو جائیں گی تو (پھر) کون (دوبارہ) زندہ کر سکتا ہے (اے رسول) تم کہدو کہ اس کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے) پہلی مرتبہ حیات دی، وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے“

[68]

” (بھلا) جس (خدا) نے سارے آسمان اور زمین پیدا کئے کیا وہ اس پر قابو نہیں رکھتا کہ ان کے مثل (دوبارہ) پیدا کر دے ہاں (ضرور قابو رکھتا ہے) اور وہ تو پیدا کرنے والا واقف کار ہے“

[69]

”تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (ہر گز نہیں)، مگر یہ لوگ از سر نو (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت شک میں پڑے ہیں“

[70]

”سارے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا، لوگوں کے پیدا کرنے کی نسبت یقینی بڑا (کام) ہے مگر اکثر لوگ (اتنا بھی) نہیں جانتے“

[71]

”اے لوگو! اگر تم کو (مرنے کے بعد) دوبارہ جی اٹھنے میں کسی طرح کا شک ہے تو اس میں شک نہیں کہ ہم نے تمہیں (شروع شروع مٹی) سے اس کے بعد نطفہ سے اس کے بعد جمے ہوئے خون سے پھر اس لوتھڑے سے جو پورا (سڈول) ہو یا ادھورا ہو؛ پیدا کیا تاکہ تم پر (اپنی قدرت) ظاہر کر یں (پھر تمہارا دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے)؟! اور ہم عورتوں کے پیٹ میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہرا رکھتے ہیں، پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر (تمہیں پالتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہی بچو (قبل بڑھاپے کے) مر جاتے ہیں اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو ناکارہ زندگی (بڑھاپے) تک پھیر لائے جاتے ہیں تاکہ سمجھنے کے بعد سٹھیا کے کچھ بھی (خاک) نہ سمجھ سکے اور وہ تو زمین کو مردہ (بیکار افتادہ) دیکھ رہا ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے تو یہ (قدرت کے تماشے اس لئے دکھاتے ہیں تاکہ تم جانو) کہ بیشک خدا برحق ہے اور (یہ بھی کہ) بیشک وہی مردوں کو جلاتا ہے اور وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بیشک جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو خدا دوبارہ زندہ کرے گا“

[72]

”اور (اس وقت ہم یاد دلائیں گے کہ جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح) تم لوگوں کو (آخر) ہمارے پاس آنا پڑا، مگر تم تو یہ خیال کرتے تھے کہ تمہارے (دوبارہ پیدا کرنے کے) لئے کوئی وقت ہی نہیں ٹھہرائیں گے“

اس طرح ہمارے بہترین طریقہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے :

[73]

”وہ خدا جس نے سارے آسمان اور زمین بنائے اس پر بھی (ضرور) قادر ہے کہ ایسے آدمی دوبارہ پیدا کرے“ کیونکہ دوسری مرتبہ کسی چیز کا پیدا کرنا یا اس کو دوبارہ بنانا پہلی پیدائش سے مختلف نہیں ہو سکتا، اور اس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اس پر دلیل بھی قائم ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نطفہ میں اسی طرح کی صلاحیت ہے کہ وہ نطفہ سے علقہ بنے اور علقہ سے مضغہ بنے، اور مضغہ سے جنین بنے اور جنین سے بچہ بنے اور پھر جوان ہو جائے اور آخر میں بڑھاپے کی منزل تک پہنچ جائے، تو جو خدا ان تمام چیزوں پر قادر ہے، تو وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ تخلیق کے ان مراحل کو دوبارہ بھی انجام دے، انسان کے لئے حشر و نشر قرار دے اور ان کو دوبارہ زندہ کرے۔

[74]

”وہ ہڈیوں کو راکھ ہونے کے بعد بھی زندہ کر سکتا ہے“

جیسا کہ اس نے انسان کو اس وقت بھی پیدا کیا جب کچھ نہ تھا۔

کیونکہ خدا وندا عالم کی ذات کے سامنے کوئی تعجب والی بات نہیں ہے کیونکہ اس کی ذات وہ ہے:

[75]

”اس کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے پہلی مرتبہ زندہ کیا“

اس کی ذات وہ ہے:

[76]

”آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نہیں“

اور خدا کی ذات ہی وہ ہے :

[77]

”اور وہ تو پیدا کرنے والا واقف کار ہے“

[78]

”وہ خدا(ہر نفس سے)پاک صاف ہے جس کے قبضہ قدرت میہر چیز کی حکومت ہے“

[79]

”اور وہ خدا جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے“

قارئین کرام ! یہ منطق و فطرت اور وجدان ہے ،جس میں کسی طرح کے شک و شبہ اور بے جا احتمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اس ٹھوس حقیقت میں شک کرے بھی تو ہم اس کو قیامت میں شک کرنے والا نہیں کہیں گے ،کیونکہ ہم اس پر اعتراض کریں گے ،کہ اس کا یہ شک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کے دعوے میں کہ ”خدا ہی مبداء اول ہے“ سچا نہیں ہے، اور اس کو اس وقت یہ بھی حق نہیں پہونچتا کہ وہ قیامت کے بارے میں استدلال طلب کرے یا قیامت کا انکار کرے یا قیامت پر یقین نہ کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خلق اول اور خالق اول پر ایمان کے سلسلے میں بحث کرے، کیونکہ قیامت کا مسئلہ (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں) ایسے عمل کی تکرار ہے جو خدا وندا عالم نے پہلے انجام دیا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص گذشتہ مسئلہ پر یقین و ایمان رکھتا ہے تو پھر بعد والے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

مذکورہ مطالب کے پیش نظر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ قیامت کا انکار کرنا خدا وند عالم کے خالق ہونے کا انکار نہیں ہے بلکہ یہ تو حکم عقل کی بنا پر ہے کہ کسی چیز کا واپس پلٹنا محال ہے، کیونکہ انسان مرنے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے ،اور یہ بات واضح ہے کہ معدوم کا اعادہ محال ہے، یعنی جو چیز بالکل ختم ہو جائے اس کو دوبارہ اسی حالت پر پلٹنا غیر ممکن ہے اور ایک عقلمند انسان کے لئے محالات پر ایمان رکھنا معقول نہیں ہے۔!!

قارئین کرام ! یہ تھا بعض لوگوں کے اعتراض کا خلاصہ ،کیونکہ ان پر یہ بات مخفی رہی ہے اور موت و معاد کے حقیقی معنی کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پائے۔

کیونکہ اگر معترض اپنے اعتراض پر تھوڑا سا بھی غور کرے تو اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ان کی موت کا مطلب اس کے اجزاء و اعضاء کا معدوم ہونا نہیں ہے، بلکہ درحقیقت موت کے ذریعہ وہ اجزاء متفرق اور پراکندہ ہو جاتے ہیں ۔ (جیسا کہ مشہور شعر ہے:)

(”موت کیا ہے انہیں اجزاء کا پریشاں ہونا“)

جبکہ بعض لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے جسم کے اعضاء کا متفرق اور بکھر جانا ان کا معدوم ہونا ہے یعنی اس کا کوئی وجود ہی باقی نہیں رہتا، جب کہ حقیقت میں یہ اجزاء موجود رہتے ہیں اگرچہ متفرق اور جدا جدا ہو جائیں، اور جب خدا ان بکھرے ہوئے اعضاء کو اپنی قدرت کاملہ سے جمع کرنا چاہے گا تو ان کو پرانی حالت پر پلٹادے گا اور جسم و روح ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور اسی کا نام معاد ہے۔

چنانچہ اس معنی کی طرف قرآن کریم کی وہ آیت جس میں جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا ،بہترین دلیل ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

[80]

(پالنے والے تو مجھے دکھا دے کہ مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا)
تو اس وقت خداوند عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں فرمایا:

> قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ < [81]

(یعنی جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ چار پرندوں کو لے کر ان کا قیمہ بنا لو، اور اس کو آپس میں اس طرح ملالو کہ وہ ایک دوسرے سے الگ کر نے کے قابل نہ رہیں۔

> ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا < [82]

”یعنی پھر اس مخلوط قیمہ کو الگ الگ پہاڑوں پر رکھ دو۔“

> ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَا تَيْنِكَ سَعْيًا < [83]

”اس کے بعد تم ان کو پکارنا، وہ دوڑے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے۔“

یعنی خداوند عالم نے ان پرندوں کے اعضاء و اجزاء کو ان کے اصلی صاحب سے ملادیا جبکہ وہ مستقل طریقہ سے ایک دوسرے سے جدا جدا ہو گئے، اور جب ہر پرندہ کے سارے اجزاء اس سے مل گئے تو خداوند عالم نے ان کو حیات عطا کر دی۔

قارئین کرام! قرآن مجید کی یہ آیت ہمارے لئے بہترین دلیل ہے کہ موت نام ہے اجزاء و اعضاء کا متفرق ہوجانا، اور موت کسی بھی صورت میں انعدام نہیں ہے جیسا کہ قیامت کے بعض منکرین کا گمان ہے۔ لہذا طے یہ ہوا کہ اس کام (دوبارہ زندہ کرنے میں) استحالہ اور محال ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، اور عقلی طور پر شک شبہ کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ بعض گمان کرنے والوں کا گمان ہے۔ اور جب یہ طے ہو گیا کہ معاد نام ہے انسان کو موت کے بعد حساب و کتاب کے لئے واپس پلٹانے کا، اور اسی محاکمہ کے نتیجہ میں ثواب و عقاب کیا جائے گا :

[84]

”اور ہم ان سبھوں کو اکٹھا کریں گے تو ان میں سے ایک کو نہ چھوڑیں گے“

> يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّخَصَّرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ < [85]

”اور اس دن کو یا رکھو (جس دن ہر شخص جو اس نے (دنیا میں) نیکی کی ہے اور جو کچھ برائی کی ہے اس کو موجود پائے گا“

تو پھر ضروری ہے کہ تمام عالم اور جو کچھ اس میں موجود ہے وہ فنا ہوں اور ان کی حرکت حیات کی چکی بند ہو، اور تمام زندہ چیزوں کو موت آئے۔

[86]

”جب ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے“

[87]

”جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی اور (اسی طرح) آسمان (بھی بدل دئے جائیں گے“
تو کیا یہ باتیں عقل میں آتی ہیں؟ اور کیا آج کا سائنس اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے تاکہ ہمارے سامنے آفاق کی مجمل باتیں واضح و روشن ہو جائیں؟

(چند دانشوروں کے نظریات) قارئین کرام! اس سلسلے میں چند دانشوروں کے نظریات ملاحظہ فرمائیں:

پرو فیسر "فرانک لین" کہتے ہیں:

"ڈینا میکا حراری" Thermo Dynamics کے قوانین اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کائنات کی حرارت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی، اور ایک دن وہ آئے گا کہ تمام چیزوں کا درجہ حرارت گھٹ کر بالکل "صفر" ہو جائے گا، اور اس وقت تمام طاقتیں ختم ہو جائیں گی، اور پھر زندگی محال بن جائے گی، لہذا ضروری ہے کہ ایک ایسی حالت پیدا ہو جس میں تمام طاقتیں ختم ہو جائیں کیونکہ مرور زمان کے ساتھ ساتھ تمام چیزوں کا درجہ حرارت بالکل (صفر) ہو جائے گا"

اسی طرح پرو فیسر "اڈوارڈ لوثر کیل" کہتے ہیں :

"حرارت گرم چیزوں سے ٹھنڈی چیزوں کی طرف منتقل ہوتی ہے اور کبھی اس کے برعکس نہیں ہوتا یعنی حرارت اس کے برعکس نہیں چلتی کہ ٹھنڈی چیزوں سے گرم چیزوں کی طرف منتقل ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب اس دنیا کی حرارت تمام اجسام میں برابر ہو جائے گی، اور اس صورت میں تمام چیزوں کی طاقت ختم ہو جائے گی، اور اس وقت کیمیاوی یا طبعی عملیات ختم ہو جائیں گی، اور پھر اس کائنات کی حیات ختم ہو جائے گی"

نیز پرو فیسر کلوڈ۔م۔ہا ٹاوی کہتے ہیں:

"اسحاق نیوٹن، کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نظام کائنات نابودی کی طرف بڑھ رہا ہے، اور ایک دن وہ آئے گا جب تمام چیزوں کی حرارت برابر ہو جائے گی... اور حرارت کے بارے میں تحقیق ان نظریات کی تائید کرتی ہے اور "طاقت میسور" "طاقت غیر میسور" میں تبدیل ہو جائے گی، اور جب حرارت میں تبدیلی آئے گی تو طاقت میسور غیر میسور میں بدل جائے گی، اور اس کے برعکس ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے"

اسی طرح "بولٹز مین" نے بھی اس نظریہ کی تائید کی ہے کیونکہ وہ اپنی لا جواب تدریس اور ریاضی تحقیق کو بروئے کار لایا ہے یہاں تک کہ اس نے ثابت کیا ہے کہ طاقت میسور کا ختم ہو جانا جس کی طرف ڈینا میکا "Thermo Dynamics" قوانین کا قانون دوم اشارہ کرتا ہے، اور یہ ایک ایسی خاص حالت کا پیدا ہونا ہے جس میں ہر طبعی تغیر و تبدیلی نظام کائنات میں نقص اور تحول ایجاد کرتی ہے، اور حرارت کی اس حالت میں طاقت میسور، طاقت غیر میسور میں تبدیل ہو کر کم اور ختم ہو جائے گی، یا بالفاظ دیگر تمام چیزیں منحل اور ختم ہو جائیں گی۔"

اسی طرح ڈاکٹر جمال الدین الفندی کہتے ہیں:

"تمام علماء فلک اس بات پر تائید کرتے ہیں کہ سورج (دیگر سیاروں کی طرح) کی حرارت، اس کا حجم اور اس کی شعاعیں اس حد تک خطرناک ہو جاتی ہیں جن تک عقل کی رسائی ممکن نہیں، اور جب یہ حرارت بیرونی سطح میں پھیل جائے گی تو اس کے شعلہ اور دھواں اس قدر پھیل جائے گا کہ وہ چاند تک پہنچ جائیں گے، اور تمام نظام شمسی اپنا تو ازن ختم کر دے گا، آسمان میں ہر ستارہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا ہمیشگی کار نامہ سے پہلے ایسی حالت رکھتا ہو، لیکن ہمارا یہ سورج اب تک اس مرحلہ تک نہیں پہنچا ہے۔" [88]

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

[89]

"تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے ظاہر بظاہر دھواں نکلے گا"

”جب آنکھیں چکا چوند میں آجائیں گی اور چاند گہن میں چلا جائے گا اور سورج اور چاند اکھٹا کر دئے جائیں گے تو انسان کہے گا آج کہاں بھاگ کر جاؤ گے“

”زمین اور پہاڑ اٹھا کر اکبارگی (ٹکرا کر) ریزہ ریزہ کر دئے جائیں گے“

قارئین کرام ! جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ بڑے بڑے دانشوروں کے نظریہ کے مطابق بھی یہ کائنات اور تمام عالم سب کچھ فنا کی طرف بڑھ رہا ہے تو پھر قیامت کے دن کا آنا بہت ممکن ہے، بلکہ آج کے علمی لحاظ سے ایک یقینی اور قطعی بات ہے۔

اور اب جب کہ آج کے سائنس نے اس حقیقت کے بارے میں ہمیں مزید اطمینان عطا کر دیا ہے، لیکن بعض قدیم فلاسفہ جن کے زمانہ میں آج کا جدید علم نہیں تھا، لہذا ان کا نظریہ یہ تھا کہ یہ کائنات اسی صورت پر باقی رہے گی اور اس میں زوال و فنا نہیں ہو گا، کیونکہ وہ یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ چونکہ سورج میں (انتی طولانی عمر کے بعد بھی) کوئی کمی اور کاستی نہیں آئی ہے، لہذا یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا، اور اگر اس میں فنا کی بات ہوتی تو اب تک اس میں تبدیلی یا نقص پیدا ہو گیا ہوتا۔

لیکن ان کا یہ نظریہ درج ذیل حقائق کی روشنی میں باطل ہو جاتا ہے:

۱۔ ڈینا میکا حراری "Thermo Dynamics" قانون نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ یہ حرارت ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے، اور ایک دن ایسا آئے گا جب یہ کائنات فنا ہو جائے گی (جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے)

۲۔ ستارہ شناس افراد نے بہت سی مرتبہ سورج پر ہوئے دھماکوں کا تجربہ کیا جن کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ سورج کے اس حصے میں بوسیدگی آگئی ہے۔

۳۔ فلکی ماہرین کی اس بات کی تائید کرنا کہ سورج کی سطح خارجی چاند تک پہنچ جائے گی، اور پھر نظام شمسی کا تو زان ختم ہو جائے گا (جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے)

لہذا ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کائنات ضرور بالضرور فنا ہو جائے گی، جبکہ سورج کا ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والوں کے قول کے لئے کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے۔

اسی طرح جب لوگوں نے قاعدہ ”المادة لاتفنى“ (مادہ کے لئے فنا نہیں ہے) کی بنا پر قیامت کا انکار کیا ہے، لیکن ان کا یہ قول بھی بے بنیاد اور باطل ہے، کیونکہ ان کا یہ قول بہت قدیمی ہے اور آج کے علم نے یہ بات ثابت کی ہے کہ مادہ بھی فنا ہو نے والا ہے، چاہے مادہ فنا ہو یا نہ ہو، اس مسئلہ کا ہماری بحث (معاد) سے کوئی رابطہ نہیں ہے، کیونکہ معاد مادہ کی صورت کا بدلنا ہے نہ کہ مادہ کا فنا ہونا، جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے :

> يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ < [92]

”(مگر کب) جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کردی جائے گی۔“

اور تبدل اور فنا میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ”تبدل مادہ“ اور ”فنا“ میں بہت بڑا فرق ہے۔

خلاصہ بحث !

”اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بیشک جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو خدا دوبارہ زندہ کرے گا“

[94]

”جو لوگ قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں وہ بڑے پر لے درجے کی گمراہی میں ہیں“

[95]

”اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہل باطل بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔“

اور یہ قیامت عنقریب آئے گی جب زمین اپنی پوری آب و تاب پر پہنچ جائے گی اور انسان ترقی کی آخری منزلوں کو طے کر لے گا، اور زمین اپنی تمام تر زینتوں کے ساتھ مزین ہو جائے گی، اور انسان یہ گمان کرنے لگے گا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی حکومت تمام اشیاء پر ہے یہاں تک کہ بارش پر بھی کنٹرول کرنے لگے گا، اور پہاڑوں پر بھی زراعت کرنے لگے گا، نیز مشکل امراض کا علاج کرنے لگے گا، اور مردہ لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کا زندہ انسان میں پیوند لگانے لگے گا، اور ستاروں کے درمیان سیر کرے گا، اور ذرہ کو روشن کر دے گا، اور پہاڑوں کو ہٹانے لگے گا، کیونکہ انہیں تمام چیزوں کے بارے میں خداوند عالم نے ڈرایا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

[96]

”یہاں تک کہ جب زمین نے (فصل کی چیزوں سے) اپنا بناؤ سنگار کر لیا اور ہر طرح آراستہ ہو گئی اور کھیت والوں نے سمجھ لیا کہ اب وہ اس پر یقیناً قابو پا لیں گے (جب چاہیں گے کاٹ لیں گے) یکا یک ہمارا حکم و عذاب رات یا دن کو آپہنچا تو ہم نے اس کھیت کو ایسا صاف کٹا ہوا بنادیا جیسے کل اس میں کچھ تھا ہی نہیں“

قارئین کرام! مذکورہ آیت میں ایک بڑا لطیف اشارہ ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ قیامت رات میں آئے گی یا دن میں، اور اس کی تفسیر اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی کہ زمین کروڑوں (انڈے کے شکل کی) ہے جس میں آدھی میں رات ہوتی ہے اور آدھی میں دن، اور جب قیامت آئے گی تو وہ ایک لمحہ میں آئے گی:

[97]

”قیامت کا واقع ہونا تو ایسا ہے جیسے پلک جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلد تر“

یعنی قیامت کے وقت آدھی زمین میں رات ہوگی اور آدھی میں دن اس کے علاوہ قرآن مجید نے قیامت کی ایک دوسری نشانی بھی بیان کی ہے، اور وہ یہ کہ جب صور پھونکا جائے گا تب قیامت آئے گی۔

اسی طرح قیامت کے لئے قرآن مجید نے ایک اور نشانی بیان کی ہے کہ تمام لوگوں میں خون برف بن جائے گا چاند و سورج کو گہن لگے گا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، ستارے پھیکے (ماند) پڑ جائیں گے دریا پھٹنے لگیں گے، زمین میں زلزلہ آجائے گا، اور زمین و آسمان میں تمام زندہ چیزیں نابود ہو جائیں گی۔

اور سب کچھ پہلے صور پھونکنے کے نتیجہ میں ہوگا۔ اور دوسرے صور میں تمام کے تمام زندہ ہو جائیں گے اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔ [98]

> وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظُنُّ رَبُّكَ أَحَدًا > [99]

”نہ چھوٹے ہی گناہ ہو بے قلمبند کئے چھوڑتی ہے نہ بڑے گناہ کو اور جو کچھ ان لوگوں نے (دنیا میں) کیا تھا وہ

سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر (ذرہ برابر) بھی ظلم نہیں کرے گا“

> وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِئَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهِيَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ > [100]

”اور اعمال کی کتاب (لوگوں کے سامنے) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ لاکر حاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر (ذره برابر) ظلم نہیں کیا جائے گا اور جس شخص نے جیسا کیا ہوگا اسے اس کا پورا پورا بدلا مل جائے گا اور جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ اس سے خوب واقف ہے“

والحمد لله رب العالمین۔

-
- [1] سورہ تغابن آیت ۷۔
 - [2] سورہ جاثیہ آیت ۲۶۔
 - [3] شروع کتاب خدا شناسی پر رجوع فرمائیں۔
 - [4] بحث عدل الہی رجوع فرمائیں۔
 - [5] رجوع فرمائیں بحث نبوت پر ۔
 - [6] سورہ نساء آیت ۸۷۔
 - [7] سورہ سباء آیت ۲۹،۳۰۔
 - [8] سورہ آل عمران ۳۰۔
 - [9] سورہ عبس ۳۲ تا ۴۱۔
 - [10] سورہ بقرہ آیت ۲۳۔
 - [11] سورہ بقرہ آیت ۱۸۳۔
 - [12] سورہ آل عمران آیت ۹۷۔
 - [13] سورہ انفال آیت ۴۱۔
 - [14] سورہ حج آیت ۷۸۔
 - [15] سورہ بقرہ آیت ۲۷۵۔
 - [16] سورہ نحل آیت ۹۰۔
 - [17] سورہ حجرات آیت ۱۲۔
 - [18] سورہ حجرات آیت ۱۲۔
 - [19] سورہ نحل آیت ۱۰۵۔
 - [20] سورہ حجرات آیت ۱۲۔
 - [21] سورہ مطففین آیت ۱۔
 - [22] صول الفقہ شیخ مظفر جلد اول ص ۵۵،۵۹،۸۹،۹۰۔
 - [23] سورہ حشر آیت ۷۔
 - [24] سورہ نور آیت ۶۳۔
 - [25] سورہ سباء آیت ۱۲۔
 - [26] سورہ انعام آیت ۱۵۔
 - [27] سورہ طلاق آیت ۸۔
 - [28] سورہ مدثر آیت ۲۲،۲۳۔
 - [29] سورہ زخرف آیت ۶۵۔

[30] سورہ انبیاء آیت ۱۰۴۔

[31] سورہ اسراء آیت ۹۹۔

[32] سورہ کہف آیت ۴۷۔

[33] سورہ کہف آیت ۲۹۔

[34] سورہ مومنون آیت ۱۵۔

[35] سورہ مومنون آیت ۱۱۵۔

[36] سورہ آل عمران آیت ۹۔

[37] سورہ انعام آیت ۱۳۰۔

[38] سورہ نباء آیت ۱۷۔

[39] سورہ نباء آیت ۳۹۔

[40] سورہ زمر آیت ۷۰۔

[41] سورہ سباء آیت ۴، ۳۔

[42] سورہ نحل آیت ۳۹۔

[43] سورہ انفطار آیت ۱۷ تا ۱۹۔

[44] سورہ کہف آیت ۲۹۔

[45] سورہ آل عمران آیت ۳۰۔

[46] سورہ مطففین آیت ۱۰ تا ۱۲۔

[47] سورہ فصلت حم السجدہ آیت ۱۹ تا ۲۲۔

[48] سورہ یس آیت ۶۵۔

[49] سورہ نساء آیت ۵۶۔

[50] سورہ قیامت ۳ تا ۴۔

[51] سورہ نساء آیت ۵۶۔

[52] الاسلام و الطب الحديث ص ۶۶۔

[53] سورہ قیامت آیت ۴۔

[54] ڈاکٹر ابراہیم الراوی، مجلۃ العدل النجفیة - ع ۱ # ۱ ص ۶۔

[55] مادہ ”ازلی نہ ہونے کے سلسلہ میں اور ازلی کہنے والوں کی دلیل کی رد“ ہماری کتاب ہوامش علی کتاب نقد

الفکرالدینی ”طبع بیروت ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

[56] سورہ اسراء آیت ۵۰، ۴۹۔

[57] سورہ مریم آیت ۶۷، ۶۶۔

[58] سورہ انبیاء آیت ۱۰۴۔

[59] سورہ روم آیت ۱۱۔

[60] سورہ اسراء آیت ۲۹۔

[61] سورہ بنی اسرائیل (اسراء) آیت ۹۹۔

[62] سورہ مومنون آیت ۱۲ تا ۱۶۔

[63] سورہ واقعہ آیت ۵۷ تا ۶۲۔

[64] سورہ القیامۃ ۳۶ تا ۴۰۔

[65] سورہ احقاف آیت ۳۳۔

[66] سورہ المرسلات آیت ۲۰ تا ۲۴۔

[67] سورہ یس آیت ۷۷ تا ۷۹۔

[68] سورہ یس آیت ۸۱۔

[69] سورہ ق آیت ۱۵

[70] سورہ مومن آیت ۵۷۔

[71] سورہ حج آیت ۵ تا ۷۔

[72] سورہ کہف آیت ۴۷۔

[73] سورہ اسراء آیت ۹۹۔

[74] سورہ یس آیت ۷۸۔

[75] سورہ یس آیت ۷۹۔

[76] سورہ احقاف آیت ۳۳۔

[77] سورہ یس آیت ۸۱۔

[78] سورہ یس آیت ۸۳۔

[79] سورہ نمل آیت ۸۔

[80] سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

[81] سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

[82] سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

[83] سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

[84] سورہ کہف آیت ۴۷۔

[85] سورہ آل عمران آیت ۳۰۔

[86] سورہ انبیاء آیت ۱۰۴۔

[87] سورہ ابراہیم ۲۸۔

[88] گذشتہ علمی مطالب کے سلسلہ میں کتاب ”اللہ یتجلی فی عصر العلم“ ص ۸۳، ۹۲، ۲۹، ۸، ۱۶۷ پر رجوع

فرمائیں۔

[89] سورہ دخان آیت ۱۰۔

[90] سورہ قیامت آیت ۱۰۔

[91] سورہ الحاقۃ آیت ۱۴۔

[92] سورہ ابراہیم آیت ۲۸۔

[93] سورہ حجر آیت ۷۔

[94] سورہ شوری آیت ۱۸۔

[95] سورہ الجاثیہ آیت ۲۷۔

[96] سور یونس آیت ۲۴.

[97] سورہ نحل آیت ۷۷، سورہ قمر آیت ۵۰.

[98] القرآن مصطفی محمود: ص ۲۰۷ تا ۲۰۹.

[99] سورہ کہف آیت ۴۹.

[100] سورہ زمر آیت ۶۹ تا ۷۰.